اردو مثنوی میں تصویر کاری اور محاکات نگاری کی روایت

ڈاکٹر تسنیم رحمان

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین، وہاڑی

Abstract:

Masnavi has been an important part of urdu poetry. Masnavi demands characteristics of an artist from the composer. Urdu masnavi is full of vibrant images of society and lively pictures of nature. In this article the author analyses the multiple styles and topics of pictures coine by poets of urdu masnavi.

Keywords:

حسیاتی نظام (Hesyaati Nezaam)، محاکات نگاری (Mahakaat Nigari)، متخیلہ (Mutkhyla)، تخلیقی تجربہ (Takhliqi Tajarba)، قبولیت (Qabuliyat)، نقش طرازی (Naqsh Tarazi)، مظاہرِ فطرت (Muzhir-e-fitrat)۔

فرد کی حساسیت کی سطح گرد و پیش کے ماحول سے اثرات قبول کرنے کی سطح کو متاثر کرتی ہے۔ معاشرے کے زیادہ حساس افراد تجربے کی گہرائی اور مشاہدے کی وسعت کے حامل ہوں تو نا صرف معاشرے سے متاثر ہوتے ہیں بلکہ معاشرے پر دور رس اثرات مرتب کرنے کی قابلیت بھی رکھتے ہیں۔ اگر ان افراد میں شعر کی تخلیق کا وفور بھی موجود ہو تو خارجی اثرات اور داخلی احساسات کی آمیزش سے متخیلہ لفظی صورت گری کا وظیفہ انجام دیتی ہے۔ شاعری میں اظہار کے متنوع قرینے ہیں۔ تصویر کاری اور محاکات نگاری ان متنوع فنی وسائل میں سے ہیں۔

تصویر کاری واقعے یا منظر کا لفظی نقشہ ہے جو شعر یا نثر میں یک ساں طور پر رائج ہے، جب کہ محاکات تصویرِ محض سے اگلا قدم ہے جس میں مجرد احساسات و کیفیات کو بھی متخیلہ کی کاری گری لفظی تصویروں میں پیش کر سکتی ہے۔ تصویر کاری اور محاکات نگاری کا سارا عمل انسان کے حسیاتی نظام کی عطا ہے۔ شاعر جیسے جیسے کسی واقعے یا منظر پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے، اس سے وابستہ تصویریں اس کے لاشعور سے ابھر کر سامنے آتی رہتی ہیں اور اس کے تخلیقی تجربے کا حصہ بنتی رہتی ہیں۔ نعمانی(۱) "شعر العجم" میں محاکات اور تصویر کاری میں فرق کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

"تصویر اور محاکات میں یہ فرق ہے کہ تصویر میں اگرچہ مادی اشیا کے علاوہ، حالات یا جذبات کی بھی تصویر کھینچی جا سکتی ہے۔۔۔ تاہم تصویر ہر جگہ محاکات کا ساتھ نہیں دے سکتی، سیکڑوں گوناگوں واقعات، حالات اور واردات ہیں جو تصویر کی دست رس سے باہر ہیں۔"

اردو شاعری میں تصویر کاری اور محاکات نگاری کا جائزہ لیا جائے تو اس کے تمام سفر میں یہ رجحان دکھائی دیتا ہے۔ اردو شاعری کے قدیم ترین اور ابتدائی مراکز میں مثنوی نگاری کا آغاز ہوا۔ مثنوی کا فن تصویر کاری اور محاکات نگاری سے بے گانہ رہ کر تکمیل و تاثر کی خوبی حاصل نہیں کر سکتا۔ بطورِ صنف مثنوی کا آغاز فارسی کے شاعر رودکی سے ہوا۔ ایران میں بے شمار مثنویاں لکھی گئیں، جن میں فردوسی نے شاہ نامہ لکھ کر اس صنف کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا۔ شیخ سعدی، مولانا جلال الدین رومی اور امیر خسرو نے فارسی میں عمدہ مثنویاں تخلیق کیں۔ یہ صنف فارسی سے اردو میں پہنچی اور اردو کی قدیم ترین صنفِ سخن کا درجہ رکھتی ہے۔ ہئیت کے اعتبار سے اس میں طوالت کی کوئی قید نہیں اس لیے طویل حکایات، رزم و بزم اور داستانوں کے لیے اس سے بہتر صنف کوئی نہیں۔ فکری و فنی حوالے سے مثنوی کی وسعت اور ہمہ گیری کے حوالے سے نعمانی(۲) لکھتے ہیں:

"انواعِ شاعری میں یہ صنف تمام انواعِ شاعری کی بہ نسبت زیادہ وسیع، زیادہ ہمہ گیر ہے۔ شاعری کے جس قدر انواع ہیں سب اس میں نہایت خوبی سے ادا ہو سکتے ہیں۔ جذباتِ انسانی، مناظرِ قدرت، واقعہ نگاری، تخیل؛ ان تمام چیزوں کے لیے مثنوی سے زیادہ کوئی میدان ہاتھ نہیں آ سکتا۔"

دکن کی ریاستوں میں مقیمی کی "چندر بدن و مہیار"، نصرتی کی "علی نامہ" اور "گلشنِ عشق" آغاز میں لکھی گئی قابلِ ذکر مثنویاں ہیں۔ ان میں "چندر بدن و مہیار" کو قدیم ادب میں کلاسیک کا درجہ حاصل ہے۔ ان مثنویوں میں مناظر کے بیان میں شان دار مرقعے تخلیق کیے گئے۔ دکن کے حکم ران نا صرف شعرا کی حوصلہ افزائی کرتے بلکہ ان میں سے اکثر خود بھی اچھے شاعر تھے۔ محمد قلی قطب شاہ نے اپنی مثنویوں میں تصویر کاری کے عمدہ نمونے تخلیق کیے۔ کاشمیری(۳) ان کی منظر نگاری کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"محمد قلی قطب شاہ منظر نگاری میں کمال رکھتا ہے۔ وہ خارجی مناظر کے اجزا کو اس طرح ترتیب دیتا ہے کہ ایک مرقع بن جاتا ہے۔ مناظر میں اسے روشنی چکا چوند کر دینے والی اشیا زیادہ پسند ہیں۔ اس کے امیجز تاریک، نیم تاریک یا نیم روشن نہیں۔ اس کی پوری امیجری تیز روشنی اور بھڑکیلے رنگوں کا اظہار کرتی ہے۔"(۳)

غواصی کی "سیف الملوک" اور "طوطی نامہ"، رستمی کی "خاور نامہ"، نشاطی کی "پھول بن" سراج کی "بوستانِ خیال دکنی دور میں لکھی گئیں مشہور مثنویاں ہیں. ملاوجہی کی مشہورِ عام مثنوی "قطب مشتری" ہے۔ اس مثنوی میں لفظی تصویروں کی دل کش مثالیں موجود ہیں:(۴)

توں سور ہے نکو دور ہو اسمان تے — توں ہیرا اہے نا بچھڑ کھان تے

توں پُھل ہور ہے ٹھانو تج پھول بن — توں سرو ہور جاگا ہے تیرا چمن

مثنویوں میں تصویر کاری اور محاکات نگاری کے نمونے جابہ جا ملتے ہیں۔ در حقیقت تصویر کاری اور مثنوی لازم وملزوم ہیں۔ "کاشف الحقائق" میں مثنوی نگار کے لیے دیگر لوازمات کے ساتھ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ:

"اسے مصورِ عالم ہونا بھی درکار ہے۔ اگر بندشِ مضامین میں اسے مصوری کی قدرت نہیں ہے تو اس کی مثنوی نگاری لطفِ کمال نہیں دکھا سکے گی۔"(۵)

دکنی مثنویوں میں سراج کی "بوستانِ خیال" بہترین مثنوی ہے۔ اس مثنوی میں منظر کی تصویر کشی اور محاکات نگاری کی فن کارانہ مثالیں موجود ہیں۔(۶)

خبر اس کی چشمِ پُر افسوں کی پائے — تو نرگس گریباں طرف سر نوائے

اگر دیکھتی لیلیٰ اس قد کی چھانوں — تو دھو دھو کے پیتی نہ مجنوں کے پانوں

سروری(۷) اس مثنوی کی شاعرانہ مصوری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اس مثنوی کا لطف مناظر کے مصورانہ بیانات، مرقعوں اور جذباتِ انسانی کی صحیح تصویر کشی میں ہے۔"

میرؔ کے ہم عصر شعرا میں میر اثرؔ کی مثنوی "خواب وخیال" خاصی شہرت کی حامل ہے۔ دلی میں میر تقی میرؔ نے کثیر تعداد میں مثنویاں لکھیں، جن میں "شعلۂ عشق" اور "دریاے عشق" کو زیادہ پذیرائی ملی۔ "دریاے عشق" اپنی سلاست کی وجہ سے منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس مثنوی کے حوالے علوی(۸) کہتے ہیں:

"افسانے دل چسپ نہ سہی دردناک ہیں۔ حکایتیں طویل نہ سہی نتیجہ خیز ہیں۔ جذبات کی مصوری اور مناظر کی نقاشی ہے۔"

جب دلی اجڑنے لگی تو دلی کے شعرا اودھ کے حکم رانوں کی سرپرستی میں آگئے اور یہ جگہ سارے ہندوستان کے اچھے شاعروں کا مرکز بن گئی۔ اردو شاعری کی جدید انداز کی مثنویاں یہیں تخلیق ہوئیں۔ میر حسنؔ نے "سحر البیان" تخلیق کر کے گویا مثنوی کا ایک معیار قائم کر دیا۔ انھوں نے فطرتِ انسانی کی عکاسی کے ساتھ ساتھ منظر کے بیان میں جزئیات نگاری سے کام لے کر معاشرت کی چلتی پھرتی زندہ تصویریں قاری کے سامنے لا کھڑی کی ہیں۔ عابد(۹) اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "یہ وہ معاشرہ تھا جس کی تصویر حسنؔ نے کھینچی ہے، پھر لطف یہ ہے کہ تصویر کشی کے لیے ایک ماہر مصور کی طرح اسے بہت شوخ رنگ اور زیادہ خطوط استعمال نہیں کرنا پڑے۔ دو تین صناعانہ خطوط لگا کر وہ پورے منظر کی تصویر تیار کر دیتا ہے۔ اس کا کمال یہی ہے کہ ایسی جزئیات انتخاب کرتا ہے جو منظر کی جان ہوتی ہیں۔"

میر حسنؔ کی مثنوی میں کردار نگاری، جذبات نگاری اور فطری مناظر کی تصویر کشی کی عمدہ مثالیں تخلیق کی گئیں۔ روزمرہ زندگی کے واقعات کو انھوں نے حقیقی رنگوں کی تصویروں میں بیان کیا ہے۔(۱۰)

جہاں رقص کرتے تھے طاؤسِ باغ لگے بولنے ان منڈیروں پہ زاغ

خزاں کا علم واں جو آ کے گڑا جگر، برگِ گل کی طرح جھڑ پڑا

میر حسنؔ نے "سحر البیان" میں متحرک لفظی تصویریں تخلیق کی ہیں۔ احسان الحق(۱۱) کے بہ قول:

> "میر حسن کی مثنوی مناظرِ فطرت کی مصوری، میلوں ٹھیلوں اور شان و شوکت کی حامل تقریبات کی جان دار تصویر کشی اور انسانی جذبات و کیفیات کی بہترین نقاشی کے سلسلے میں لاجواب سمجھی جاتی ہے۔"

میر حسن کے بعد پنڈت دیاشنکر نسیم نے "گل زارِ نسیم" تخلیق کی، جسے "سحر البیان" کے بعد بلند ترین مقام حاصل ہوا۔ "گل زارِ نسیم" میں تصویر کاری اور محاکات نگاری کے نمونے ایجاز و اختصار کے ساتھ موجود ہیں۔ واقعات و منظر نگاری میں شاعر نے چلتی پھرتی تصویریں تخلیق کی ہیں۔ علوی(۱۲) ان کی مصوری کے بارے میں یوں رائے دیتے ہیں:

"کئی دن تک غور کرتا رہا، فارسی کی گراں قدر مثنویوں میں بھی یہ سینما کی سی چلتی پھرتی تصویریں نظر آتی ہیں یا نہیں مگر کوئی یاد نہ آئی۔۔۔ نازک خیالی اور سخن آفرینی کے ساتھ واقعہ نگاری نسیم کا حصہ ہے۔"

جرأت، مصحفی اور انشا نے بھی مثوی پر طبع آزمائی کی مگر اس صنف میں کوئی قابلِ ذکر اضافہ نہ کر سکے۔ نواب مرزا شوق کی مثنویوں نے ایک دفعہ پھر قارئین کو مثنوی کی طرف متوجہ کیا۔ ان کی مثنویاں والہانہ دل چسپی سے پڑھی گئیں۔ ان کی عمدہ مثنویوں میں "بہارِ عشق"، "فریبِ عشق" اور "زہرِ عشق" شامل ہیں۔ جن میں "زہرِ عشق" کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ شوقؔ نے ایک حساس فن کار کی طرح اپنے دور کے معاشرے کے تاریک پہلوؤں کو اپنی مثنویوں کا موضوع بنایا۔ انھوں نے معاشرے کی جیتی جاگتی تصویریں کھینچی ہیں اور ہر منظر اور ہر واقعے کو جزئیات کے ساتھ بیان کرکے محاکات کے عمدہ نمونے پیش کیے ہیں:(۱۳)

مردنی رخ پہ چھا گئی اس کے　　دل میں وحشت سما گئی اس کے

دل میں گزرا جو اس کے صبح کا شک　　ہوئی استادہ جا کے زیرِ فلک

نواب مرزا شوق کی مثنویوں پر بات کرتے ہوئے علوی (۱۴) رقم طراز ہیں:

"واقعہ نگاری اور نقش طرازی کے کمال نے خواص کی گردنیں خم کیں اور ان مثنویوں کو ایسی عام قبولیت حاصل ہوئی کہ اکثر سخن وروں کے چراغ ٹمٹمانے لگے۔"

حکیم مومن خان مومن نے اپنی مثنویوں میں قلبی واردات کی لاجواب عکاسی کی۔ ان کے بعد داغؔ کی مثنوی "فریادِ داغ" اس صنف میں ایک قابلِ ذکر اضافہ ہے۔ حالیؔ اور آزادؔ نے نیچریت کا ڈول ڈالا تو حبِ وطن اور مظاہرِ فطرت پر مثنویاں لکھی جانے لگیں۔ علامہ اقبال کی مثنوی "ساقی نامہ" اور حفیظ جالندھری کی "شاہ نامہ اسلام" کی صورت میں اردو کی بہترین مثنویاں تخلیق ہوئیں۔ جن میں عمدہ مصوری اور محاکات کی روایت کو عروج ملا۔

فنِ مثنوی مثنوی نگار سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ایک اچھے مصور کی صفات رکھتا ہو تاکہ اپنے تجربات اور مشاہدات کو جزئیات کے ساتھ جان دار طریقے سے پیش کر سکے۔ اردو کی یہ مثنویاں معاشرتی کوائف کی تصویروں، تہذیب و معاشرت کے مرقعوں اور مناظرِ فطرت کے خوب صورت نقشوں سے معمور ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ نعمانی، شبلی، (۱۹۲۳ء)،شعرالعجم، جلد چہارم۔اعظم گڑھ، مطبع معارف، ص۷،۶

۲۔ ایضا۔ص۲۴

۳۔ حمید الدین، خواجہ باشتراک کاشمیری، تبسم، ڈاکٹر(۱۹۷۱ء)۔"ادبیاتِ گولکنڈہ" مشمولہ تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، چھٹی جلد-لاہور، پنجاب یونی ورسٹی، ص۴۱۳

۴۔ ملاوجہی۔(س۔ن)قطب مشتری (مرتب: مولوی عبد الحق)۔ نئی دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، ص۷

۵۔ اثر، امداد امام، (۱۹۵۶ء)کاشف الحقائق، جلد دوم۔لاہور، مکتبہ معین الادب، ص۳۰۴

۶۔ اورنگ آبادی، سید شاہ سراج (۱۹۶۹ء)۔ بوستانِ خیال (مرتب: پروفیسر عبد القادر سروری)۔ حیدرآباد دکن، مجلس تحقیقات اردو، ص۳۳

۷۔ سروری، عبد القادر (۱۹۸۶ء)اردو مثنوی کا ارتقا کراچی، صفیہ اکیڈمی، ص۱۱۷

۸۔ علوی، امیر احمد، (۱۹۹۷ء)"اردو کی مشہور مثنویاں"مشمولہ: اردو شاعری کا فنی ارتقا (مرتب: فرمان فتح پوری) لاہور، الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء۔ص۱۷۴

۹۔ عابد علی عابد، سید، (۲۰۰۶ء)،اصول اِنتقاد اِدبیات۔لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، ص۳۹۳

۱۰۔ دہلوی، میر غلام حسن، (۲۰۱۰ء)،سحرا لبیان (مرتب: رشید حسن خان) نئی دہلی، انجمن ترقی اردو، ص۱۸۶

۱۱۔ احسان الحق، پروفیسر، (۱۹۶۹ء) ۔"مقدمہ " مشمولہ: گلزارِنسیم از پنڈت دیا شنکر نسیم لاہور، ادبی لائبریری، ص۵

۱۲۔ "اردو کی مشہور مثنویاں"مشمولہ: اردو شاعری کا فنی ارتقا، ص۱۷۹

۱۳۔ لکھنوی، نواب مرزا شوق، (۱۹۷۸ء)زہرِعشق (مرتب: ڈاکٹر شمیم انہونوی) لکھنو، صفدر پریس، ص۵۶

۱۴۔ "اردو کی مشہور مثنویاں"مشمولہ: اردو شا عری کا فنی ارتقا، ص۱۸۱

❖ References:

1. Noumani, Shibli (1923) *Sher ul Ajam*, Volume IV, Azam Garh, Matba Maarif, P 6,7
2. Ibid, P 24
3. Hameed-u-deen, Khawaja Baishtarak kaashmiri Tabassum Dr,(1971),“Adbiyat Gulkandah” *Mushmolah Tareekh-e-Adbiyat e Musalmanan e Pak-o-Hind* , Volume 6, Lahore, Punjab Universityi, P 413

4. Mula Wajhee, (S.N), *Qutab mushtari*(Murattab:Molvi Abdul Haq), new Dehli, *Anjuman Taraqqi urdu Hind*, P 7
5. Imdad Imam asar, (1956), *Kashif ul Haqaiq*, Volume II, Lahore, Maktabah Mueen ul Adab, P 304
6. orang Abadi, Syed Shah Siraj (1969), *Bostan-e-Khayal,* Murattab: Sarwari Abdul Qadir Prof, Haiderabad Dakkan, Majlis Tehqeeqat Urdu P 33
7. Serwari, Abdul Qadir (1986), *Urdu Masnawi ka Irtaqa,* Karachi, Saffia Academy, P 117
8. Alwi, Ameer Ahmad (1997) ,“ Urdu ki mashoor masnawiyan” Mushmolah *Urdu Shairi ka Fanni irtaqa,* Murattab: Farman Fatah , Lahore, Alwaqar Publications, P 174
9. Abid Ali Abid, Syed (2006) *Asool-e-Inteqaad e Adeebat*, Lahore, Sang-e-meel Publications, P 393
10. Dhelwi, Meer Ghulam Hassan (2010) *Shehr ul Bayan* , Murattab: Rasheed Hassan Khan, New Dehli, Anjum Taraqqi urduk, P 186
11. Ahsan ul Haq, Prof (1969)“ Muqaddamma” Mushmoolah *Gulzar-e-Naseem* az Pandit daya Shankar Naseem, Lahore, Adbi Library P 5
12. “Urdu ki mashoor masnawiyan” Mushmoolah *Urdu Shairi ka Fanni Irtaqa*, P 179
13. Lakhnawi, Mirza Shouq Nawab (1978) *Zehr-e-Ishq* , Murattab: Dr Shameen Anhoonawi, Lakhnau, Safdar press P 56
14. “Urdu ki mashoor masnawiyan” Mushmoolah *Urdu Shairi ka Fanni Irtaqa*, P 181